پریشان ہو کر نہ اپنی تہذیب و تمدن کو برقرار رکھ سکتی ہے اور نہ اس کے ملکی، ملی، اخلاقی اور معاشرتی نظام درست رہ سکتے ہیں آج اگر کوئی قوم چاہے کہ فرش خاک سے اٹھکر شاہراہِ ترقی پر گامزن ہو تو اس کے ترقی پسند عزائم پر اثر انداز ہونے والی سب سے پہلی چیز مالی بدحالی ہوگی۔ انقلاب انگیز شخصیتوں کی پہلی جنگ افلاس سے ہوتی ہے پھر کہیں جاکر وہ قوم کے اندر سود و زیاں کے احساس پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ جنگجو قومیں اپنی ہوسِ ملک گیری میں روپیوں پیسوں کے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔ چنانچہ تاریخِ عالم کے خونین ورق پر جہاں اطالیہ کی سفاکیوں کی عبرتناک داستان اور حبشہ کی کس مپرسیوں کی الم انگیز یادگار ہمیشہ چمکتی رہے گی وہاں مسولینی کی اس جنگ سے پیدا شدہ مالی مشکلات کا ایک باب بھی مدت دراز تک قائم رہیگا۔ فلسطین میں یہودیوں کے غلبہ و استیلاء کی تاریخ لکھتے وقت جہاں ان کی کامیابیوں کے اسباب و علل میں ان کی اقتصادی خوشگواریوں کا بیان ہوگا وہیں اس خوشگواری سے پیدا شدہ عواقب و نتائج کی غیر فانی یادگار بھی قائم کرنی ہوگی۔

غرض دورِ حاضر میں انسانی شعبوں کا کوئی زاویہ اور کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اقتصادی حالت کی اصلاح کے بغیر کام چل سکے۔ لیکن ہمارے ملک کا نظام معیشت ہی اسقدر پست ہے کہ عوام صدہا مرتبہ ٹھوکر کھانیکے باوجود اپنی خوشحالی کے زمانہ میں اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی نہایت بے پروائی سے خرچ کردیتے ہیں اور انھیں اس پر کچھ افسوس نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ خود خرچ کرنا نہ چاہیں تو ان کے اصول و رواج کی پابندی انھیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ لہٰی بے شمار دولت کسی تقریب یا خوشی کے موقع پر محض اپنی ظاہری پوزیشن برقرار رکھنے کیلئے نکال کر پھینک دیں۔ شادی کی چند لمحوں کی مسرت پر معلوم نہیں کتنے روپے آتش بازیوں کی نذر کردیئے جاتے ہیں۔ عید، بقرعید اور شب برات کی خوشیوں پر بہت سے ایسے لوگ جو حدّ اعتدال سے گذر کر اسراف تک پہنچ جاتے ہیں اپنی بے شمار دولتوں کو لٹا بیٹھتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے کہا جائے کہ انھیں روپیوں کی بدولت قوم کے دلوں میں علمی بیداری کی غیر فانی روح پھونکی جاسکتی ہے اور انھیں سیم و زر کے انبار سے غلامانہ ذہنیت کی اصلاح، تہذیب و تمدن کا تحفظ، ترقی کے اسباب و ذرائع کی درستگی اور لٹریچر زبان و مذہب کا پورا پورا سامان بہم پہنچایا جاسکتا ہے تو وہ اس جانب ذرا بھی توجہ نہیں کرتے۔ کیا یہ واقعہ ہماری انتہائی پستی اور بدترین غلامانہ ذہنیت کی عبرت انگیز مثال نہیں کہ ہم اپنے اندر کوئی ایسی طاقت محسوس کرنے کے باوجود جس کے ذریعہ دنیائے تاریخ میں خود کو ایک بہت بڑے انقلاب کا حامی اور ایک عظیم الشان دورِ اصلاح کا مؤسس ثابت کرسکیں۔ صفحۂ تاریخ پر اپنی حیات کا کوئی نقش چھوڑے بغیر مر جاتے ہیں۔

میں آج قوم کی حالت پر آنسو بہانے نہیں بیٹھا ہوں بلکہ اقتصادی بدحالیوں سے پیدا شدہ نتائج یعنی قوم کی ذہنیت میں اس کا انقلاب انگیز اثر، ترقی پسند جماعتوں میں اس کی ہلاکت خیزیاں، آئندہ نسلوں سے اس کا متاثر ہونا لٹریچر اور زبان پر اس کی زد، تعلیم و تعلم پر دباؤ اور ملت و مذہب کی بیچارگی کا مختصر خاکہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں

ہمارا موجودہ غلط طریق کار آج ماہرین یورپ نے ملک کو اقتصادی تباہ کاریوں سے بچانے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے

وہ یہ ہے کہ عورتوں کو برتھ کنٹرول (ضبط تولید) پر مجبور کیا جائے تاکہ نسلوں کی زیادتی اور آمدنی کے ذرائع کی قلت سے ملک کے نظام میں فساد پیدا ہونے کا احتمال باقی نہ رہے یا اگر بچے پیدا کئے جائیں تو ایک مقررہ تعداد کے مطابق کہ شہروں کی آبادی پر افراد کی کمی کا بُرا اثر نہ پڑ سکے۔

لیکن سرزمینِ ہند جو زیادہ نسلیں پیدا کرنے کے اعتبار سے دوسرے تمام ممالک سے ممتاز ہے اس طرزِ عمل کو اختیار کرنے میں یورپ کے ممالک سے ہمیشہ پیچھے ہی اور رہے گی گویا ہندوستان کی اقتصادی تباہ کاریوں میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں کی فی کس روزانہ کی اوسط آمدنی صرف چار پیسے ہے۔ جس میں انسان کو اپنی حاجت روائیوں کے ساتھ ساتھ بیوی اور بچوں کی کفالت بھی کرنی پڑتی ہے جو اس کی آمدنی کے لحاظ سے اس کے لئے باعثِ صد مشقت ہے۔

اس کے علاوہ بعض دیگر اسباب جو ہماری اقتصادی ترقی کی راہ میں سنگ گراں بنکر حائل ہیں وہ ہماری بُری عادتیں اور حکومت کی عائد کردہ پابندیاں ہیں جن سے جانبر ہونا ہمارے لئے بالکل غیر ممکن ہے۔ عادات کے اعتبار سے جو چیزیں ہمارے لئے ضرر رساں ہیں وہ سینما، شراب نوشی اور فضول خرچی وغیرہ ہیں۔

ان کے مہلک جراثیم سے اچھے خاصے مالدار چند دنوں میں اقتصادی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے جانبر ہونا ان کے لئے بالکل غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو جو سینما کے عاشق ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں مالی حیثیت سے با اثر لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے لیکن آج اپنی اس لت کے باعث نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ بمبئی جو ہندوستان میں فلم کمپنیوں اور پکچر سازوں کے اعتبار سے ممتاز ہے وہاں اس قسم کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جب اپنی مالی پریشانیوں سے تنگ آجاتے ہیں اور ان کا جذبۂ فلم بینی کم ہوتا نظر نہیں آتا تو وہ شرافت سے گری ہوئی باتوں پر اتر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے دیگر شہروں کے اعتبار سے بمبئی اور کلکتہ میں جرائم پیشہ اشخاص کی بہت فراوانی ہے۔

شراب یا منشیات کے استعمال کرنیوالوں کی تعداد ہندوستان میں بہت زیادہ ہے پچھلے سال جب حکومت نے تمباکو اور نشہ آور چیزوں کی آمدنی کے اعداد و شمار شائع کئے تھے تو یہ چیز سخت تعجب کا باعث بنی ہوئی تھی کہ اس چیز پر صرف یوپی میں تقریباً نصف لاکھ روپیہ صرف کیا گیا۔ کسقدر افسوس ہے کہ ایک ایسی چیز جو اقتصادی اور جسمانی حیثیت سے ہمارے لئے نقصان رساں ہو اور جس کے استعمال سے بے شمار بیماریاں پیدا ہو جائیں عوام کو اس سے اس قدر دلچسپی ہو کہ اپنی بے شمار دولت اپنی جیبوں سے نکالکر غیروں کے حوالے کر دیں۔ اسی طرح فضول خرچی کے مضر اثرات بھی آئے دن ہم دیکھتے رہتے ہیں لیکن اس سے کچھ عبرت حاصل نہیں کرتے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اوپر جو کچھ ذکر کیا گیا وہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارا موجودہ طریق کار کس قدر غلط اور مہلک ہے آج ہم میں اقتصادی تباہ کاریوں پر ماتم کرنیوالے بہت سے لوگ ملیں گے لیکن ان حقائق کے پیشِ نظر اپنی اصلاح ان کے امکان سے

باہر ہے۔ کاش حکومت ہی اس طرف توجہ کرتی کہ ان مخربِ اخلاق فلموں کو بند کردیتی یا اگر بند نہ کرتی تو ایسی پکچروں کو اخلاقی حیثیت سے ناجائز قرار دیتی جس سے لوگوں کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور اس کی جگہ اصلاحی فلمیں جاری کرتی جس سے لوگوں میں وطن پرستی، کفایت شعاری، سلیقہ مندی اور اخلاقی اصلاح و ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔ کیونکہ انسانی ذہنیت میں انقلاب پیدا کرنا فلموں کے ذریعہ ایک آسان کام ہے۔

آج ہندوستان میں غربت و افلاس بہت سرعت سے پھیل رہا ہے اور تمام قومیں اس سے پریشان ہو رہی ہیں لیکن مسلمانوں پر اس کا اثر سب سے زیادہ ہے۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ مسلمان دوسری قوموں کے اعتبار سے فضول چیزوں کے بہت زیادہ شوقین واقع ہوئے ہیں اور کچھ اس وجہ سے کہ ان میں دور اندیشی اور اصلاح پسندی کا جذبہ بہت کم ہے۔ ہندوستان میں آمدنی کا بہترین ذریعہ تجارت ہے لیکن آج کل سارے تجارتی کاروبار ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں اور مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں افلاس کی بیش از بیش ہلاکت خیزیوں سے مسلمانوں کے متاثر ہونے کی اصلی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے عیش و عشرت کے لئے تو سب کچھ خرچ کردیتے ہیں لیکن اُسے حاصل کرنے کی فکر سے وہ بالکل بے نیاز ہیں۔ اگر شراب اور تمباکو کے استعمال کرنیوالوں کی رپورٹ شائع کی جائے تو میرے خیال میں اس میں پچھتر بلکہ اسّی فیصدی مسلمان نکلیں گے اور بیس فیصدی ہندوستان کی دوسری قومیں۔ اب بھی اگر ان کی اصلاح کی طرف فوری توجہ نہ کی گئی تو چند دنوں میں یہ اپنی رہی سہی دولت بھی برباد کر ڈالیں گے۔ اصلاح کی بہترین صورت یہی ہے کہ تمباکو کی کاشت اور شراب کی کشید گی کو حکومت قانوناً جرم قرار دیدے تاکہ اس کے ذریعہ بہت سی مہلک چیزوں کا مقابلہ کرکے قوم کی حالت کی اصلاح کی جاسکے۔

آئندہ نسلوں پر افلاس کا اثر یہ حقیقت واضح ہے کہ ہندوستان کے عوام اپنی ترقی و عدم ترقی کے اسباب و علل کے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ گرچہ تحریک آزادی اور کانگریس کے اثر و اقتدار نے عوام کی بہت کچھ اصلاح کی لیکن فی الحقیقۃ ابھی وہ اس سے زیادہ اصلاح کے مستحق ہیں۔

آج ہمیں ان کے جمود و تعطل پر رونا آتا ہے لیکن ہم کوئی ایسا طریق کار اختیار نہیں کرتے جس سے انکی اصلاح ہوسکے۔ عوام نے اپنی جہالت کی بنا پر جتنے روپے غیر مفید کاموں پر صرف کئے ہیں اگر انھیں اُنھیں کی اصلاح پر خرچ کیا جاتا تو آج قوم کی حالت ایسی ناگفتہ بہ نہ ہوتی۔ اگر انھیں زمانہ کے حالات سے روشناس کرانے کیلئے صحیح طور پر ان میں تعلیم کا انتظام کردیا جاتا۔ جا بجا لائبریریاں اور دار المطالعے کھول دیئے جاتے کہ وہ اس میں مفید اور کارآمد چیزیں پڑھ پڑھ کر اپنی اصلاح کرسکیں تو ہمیں آج اس قدر دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

عوام کی عدم ترقی کی سب سے بڑی دو چیزیں ہیں۔ تعلیم کا فقدان اور حالات کی عدم مساعدت۔ تعلیم سے میری مراد وہ تعلیم نہیں جس سے انسان کی قوتِ عملی سلب ہوجائے اور وہ دوسروں کے سہارے زندگی گذارنے پر مجبور ہو بلکہ اس سے مراد وہ تعلیم ہے جو انسان کو ترقی کرنے میں مدد دے اور اس کی حالت کی اصلاح میں اس کی مساعدت کرے۔

عوام میں زیادہ لوگ ایسے ہیں جو بالکل غریب ہیں اور محض اپنی غربت کی وجہ سے اپنی اولاد کو تعلیم دلانے سے مجبور ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی اولاد تعلیم سے بے بہرہ رہ کر دنیا کے حالات پہچاننے کی بالکل قابلیت نہیں رکھتی کہ اس کے موافق کام کر کے ترقی کا کوئی صحیح راستہ نکال سکے۔ اس طرح وہ نسلاً بعد نسلٍ کسی قسم کی ترقی کرنے سے مجبور رہتے ہیں۔ اسی افلاس کے باعث بہت سی ایسی تحریکیں جو مفید ہونے کے ساتھ ساتھ آئندہ نسلوں کی ترقی و رفعت کی ضامن ہوتی ہیں مُردہ ہوجاتی ہیں اور اس سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

زبان اور لٹریچر پر اس کا اثر آج ہندی اردو کا ہنگامہ ہندوستان کے حالات پر بُری طرح اثر انداز ہے اور ہم کوئی سازگار فضا پیدا کرنے سے مجبور ہیں۔ محض دولت کی فراوانی اور اقتصادی حالت کی درستگی کی وجہ سے ہندو ہر طرف ہندی کا پرچار کر رہے ہیں لیکن ہم محض مالی مجبوریوں سے نہ تو اردو کی توسیع کیلئے وسیع پیمانہ پر کوئی کام کر سکتے ہیں اور نہ ہم میں مخالف تحریک کو دبانے کی صلاحیت ہے۔ اگر کچھ دنوں تک ہماری حالت یہی رہی تو بہت جلد وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے اور اردو دنیا سے فنا ہوجائے گی۔ افلاس اور اقتصادی تباہ کاریوں کے زبان اور لٹریچر پر اثر انداز ہونے کی یہ ایک مثال کافی ہے۔

مذہب پر اس کا اثر آج ہندوستان کی ایک جماعت کو ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہے جس میں حقیقی مساوات و رواداری موجود ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام کے ذریعہ ان کی تشنہ کامی دفع کی جاسکتی ہے لیکن ہم افلاس سے مجبور ہو کر نہ تو اپنے ہنگامہ خیز پروگرام کے ساتھ ان میں تبلیغ کر سکتے ہیں اور نہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں انھیں دین اسلام کے مطالعہ کی دعوت دے سکتے ہیں کیونکہ اس میں بھی تو متعدد مقامات پر متعدد ایسے دار المطالعوں کی ضرورت ہے جس میں اسلامی معلومات کا ذخیرہ کافی موجود ہو بخلاف دوسری قوموں کے کہ وہ اپنے مذہب کی توسیع میں ہر طرح سرگرم عمل ہیں اور ان میں طرح طرح کی کتابیں مفت تقسیم کرتی ہیں۔ غرضیکہ دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں انسان اپنی اقتصادی حالت درست کئے بغیر کامیاب ہوسکے۔ لیکن ہم ہیں کہ اس طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتے۔ اگر کچھ دنوں تک ہماری غفلت کا یہی حال رہا تو یقیناً ہم دنیا کی تمام قوموں میں ذلیل شمار کئے جائیں گے اور ہماری آواز میں کوئی اثر نہ ہوگا۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس میدان میں آگے بڑھیں اور اپنی اقتصادی زندگی کا ثبوت دیں۔

شاہ اورنگ زیب کے اصلی خد و خال

(۲)

(جناب ایس۔ شوکت اللہ صاحب محسن پریوائی پرتاپگڈھی)

ارادہ تھا کہ اس مضمون کو تشنہ نہ چھوڑتا اس سلسلہ میں بیسیوں ایسے واقعات نظر سے گذرے جو حقائق افروز ہیں اور جن سے